© rasailojaraid.com

شیخ الکل حضرت مولٰنا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی مذہبی خدمات پر اجمالی نظر

(از مولوی محمد ابوالخیر صاحب. بدرپوائی پرتاب گڈھی متعلم دار الحدیث رحمانیہ)

عزیزان ملت! تیرہویں صدی کے اوائل میں جبکہ ہندوستان کفرستان بنا ہوا تھا کفر وظلمت کی کالی گھٹائیں ہر چہار طرف چھائی ہوئی تھیں خود مسلمانوں میں احکام اسلامیہ کے بجائے ہندوانہ اور جاہلانہ رسومات بدعیہ کا دور دورہ تھا علماء کا طبقہ بالکل کمزور ہو چکا تھا سنت نبویہ پر عمل کرنا دشوار ہو گیا تھا غیر اللہ کی پرستش معمولی بات تھی مدعیان توحید بھی قبورو کا عذات سے اپنی مرادیں مانگا کرتے تھے ایسے خطرے کے وقت میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اور ان کے بعد ان کا خاندان مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے پیدا ہوا۔ چنانچہ جب شاہ ولی اللہؒ صاحب نے اپنی توجہ اس جانب مبذول کی تو لوگ آپ کے جانی دشمن ہو گئے لیکن جس کے محافظ قدوسی ہوں بھلا ان کو کونسی طاقت نقصان پہنچا سکتی تھی آپ کے بعد آپ کے فرزندان نے اس فرض کو انجام دیا۔ چنانچہ ایک جانب اگر درس وتدریس کا سلسلہ جاری تھا تو دوسری طرف تبلیغ مذہب کی دوسری صورتوں کیلئے بھی سعی پیہم تھی۔ حضرت مولٰنا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور سرفروشانہ کارگذاریوں سے کون واقف نہیں؟ اسی شیر خدا کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ اس تاریکی وظلمت کے زمانہ میں بھی لوگوں کے خیالات وعقائد میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہو گیا۔ بہت سی مردہ سنتیں زندہ ہو گئیں۔ پیر پرستی اور قوم پرستی کا بت ٹوٹ گیا۔ یہی وہ مرد میدان تھا جسکو اگر مسلمانوں کی روحانی اصلاح کا احساس تھا تو ساتھ ہی ان کی جسمانی تکلیفوں سے دور کرنے کا بھی ایک ولولہ اور جوش تھا چنانچہ جب پنجاب کے مسلمانوں پر سکھوں کی جانب سے نہایت ہی سفاکانہ اور سنگین مظالم کی خبریں حضرت شہید کو پہونچتی ہیں تو ان سے رہا نہیں جاتا دل بے چین ہو جاتا ہے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں اور آخر بمصداق تنگ آمد بجنگ آمد سکھوں سے مقابلے کیلئے پنجاب کی تیاری کر دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ تک زبردست معرکہ آرائی کے بعد خود مسلمانوں کی دھوکہ دہی کی وجہ سے مولٰنا شہید کر دیے جاتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کے بعد شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے خاندان کے چشم وچراغ صرف شاہ اسحٰق صاحبؒ باقی رہ جاتے ہیں انہی ایام میں صوبہ بہار کے ایک نوجوان کو علم دین کا شوق پیدا ہوتا ہے اور وہ وہاں سے پیدل چل کھڑا ہوتا ہے عرصہ چھ سات سال کے بعد الٰہ آباد وغیرہ میں قیام کرتے ہوئے دہلی آتے ہیں اور کچھ دنوں بعد شاہ اسحٰق صاحبؒ کے حلقہ درس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ دس بارہ سال تک خوب اچھی طرح مختلف علوم کو حاصل کیا اور ساتھ ہی قرآن وحدیث میں بھی کافی مہارت پیدا کر لی اس کے بعد شاہ اسحٰق صاحبؒ حج کو چلے جاتے ہیں ان کے جانے کے بعد کوئی اس قابل نہ تھا کہ شاہ صاحب کی جگہ کو پوری کرے اگرچہ بہت بڑے بڑے متعدد علماء موجود تھے مگر کسی کی ہمت نہ پڑی بالآخر خداوند قدوس نے اس کام کے لئے مولٰنا نذیر حسین صاحبؒ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو پیدا کیا تھا چنانچہ آپ ہی شاہ صاحب کی جگہ پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے آپ کے درس کا سلسلہ ابھی شروع ہی ہوا تھا کہ اکناف عالم سے تشنگان علوم جوق در جوق آنے لگتے ہیں تھوڑے ہی عرصہ کے بعد عالم کے گوشہ گوشہ میں آپ کے تلامذہ پھیل جاتے ہیں کابل تبت۔ جاوا کون سا ایسا مقام ہے جہاں پر آپ کی صدا نہ پہنچی ہو، جہاں آپ قرآن و حدیث اور تفاسیر کو محققانہ شان کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے وہاں کتب فقیہہ مثلاً ہدایہ وغیرہ کی بھی مجتہدانہ انداز میں تعلیم دیتے تھے سارا دن درس میں گزار دیتے تھے فجر کی نماز کے بعد کلام مجید کا ترجمہ کیا کرتے تھے جس میں اہل دہلی کا ہجوم رہا کرتا تھا اور اس کی لطف اندوزی کی کیفیت وہی لوگ جان سکتے ہیں جو اس میں شامل تھے آپ اکثر وعظ بھی فرمایا کرتے تھے آپ کا وعظ توحید کے حقائق اور شریعت الٰہی کے معارف سے لبریز ہوا کرتا تھا پیر پرستی قبر پرستی اور شرک کی خاص طور پر تردید کیا کرتے تھے مگر افسوس اور صد افسوس کہ اہل حق کی دنیا نے ہمیشہ مخالفت کی ہے چنانچہ اسی عادت جاریہ کے مطابق لوگ سید صاحب کے بھی دشمن ہو گئے اور ایک حد تک آپ کو تکالیف بھی پہنچی لیکن دشمنوں کا تو خیال تھا کہ مولانا کو صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیا جائے تاکہ تبلیغ و تدریس کا یہ سلسلہ بالکل ختم ہو جائے لیکن تدابیر ربانی کے سامنے کسی کی کوئی تدبیر کسی صورت میں بھی کارگر نہیں ہو سکتی چنانچہ مولانا ایک روز مکان سے ادائیگی نماز کی غرض سے مسجد تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ایک شخص تلوار سے آپ پر حملہ کر دیتا ہے لیکن وہ اپنے اس ناپاک مقصد میں بحمداللہ ناکام رہتا ہے مولانا اس پر قبضہ پا کر بھی اُسے چھوڑ دیتے ہیں اور کچھ نہیں کہتے لیکن خدا کی طرف سے اس جرم کے پاداش میں اُس پر عتاب نازل ہوتا ہے ایک نالائق نے مولانا کو خنزیر کا گوشت کھلانے کا ارادہ کیا مگر وہ بھی نامراد رہا اس کے بعد اس کے پیٹ میں سخت درد ہوتا ہے آخر اس راز کا افشا ہو جاتا ہے مولانا اس کے اس قصور عظیم کو درگزر فرما دیتے ہیں ہندوستان میں ایک عرصہ سے قال اللہ اور قال الرسول کی جگہ پر قال فلاں و قال فلاں کا تسلط ہو چکا تھا اور ایمان کا دارومدار اسی پر سمجھا جاتا تھا ان اقوال رجال کے سامنے اقوال نبویہ کی کوئی حیثیت نہ تھی لیکن سید نذیر حسین رحمہ اللہ تعالیٰ اٹھتے ہیں اور اس چیز کا قلع قمع کر کے صدائے قال اللہ اور قال الرسول کی گونج پیدا کر دیتے ہیں پچھتر سال تک برابر قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے ہیں راولپنڈی میں آپ نظر بند ہیں مگر وہاں بھی فیض کا چشمہ جاری ہے بخاری اور مسلم کے درس کا سلسلہ وہاں بھی قائم ہو جاتا ہے اور وہاں بھی لوگ آپ سے فیض حاصل کر رہے ہیں حب نبوی کی عملی تعلیم کی کیفیت تو یہ تھی کہ آپ درس حدیث دے رہے ہیں توپ کا گولہ مسجد کے اوپر سے گزر رہا ہے مگر آپ برابر اسی طرح پڑھائے جا رہے ہیں کسی چیز کا وہم بھی آپ کے دل میں نہیں پیدا ہوتا ہے آپ سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے بخاری شریف کتنی دفعہ ختم کرائی ہے تو فرماتے ہیں تعداد نہ پوچھو! آپ نے اسلام کی وہ خدمت اور قرآن و حدیث کی وہ اشاعت کی کہ جس کی مثال دور حاضر میں شاید ہی پیش کی جا سکے لوگ قرآن و حدیث کی تعلیم سے کما حقہ بہرہ ور ہو چکے تھے۔ جس نے آپ سے تھوڑی مدت بھی تعلیم حاصل کی وہ بھی ایک ذی لیاقت عالم ہو گیا آج اطراف عالم میں جو صدائے حدیث گونج رہی ہے یہ سب آپ ہی کی برکت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وکرامت کا نتیجہ ہے آپ نے مولانا عبد العزیز رحیم آبادی مولانا عبد اللہ غزنوی مولانا شمس الحق ڈیانوی مولانا عبد الرحمن صاحب محدث مبارکپوری جیسے علما رپیدا کیے جن کے علم وفضل۔ زہد و اتقا۔ قوت بیانی۔ دقت نظری نکتہ سنجی کا لوہا مخالفین کو بھی ماننا پڑا آج کروڑوں کی تعداد میں اصل توحید کے ماننے والے آپ ہی کی وجہ سے موجود اور تبلیغ و تدریس میں سرگرم عمل نظر آرہے ہیں آپ کے تلامذہ جس طرح درس و تبلیغ میں ان کا کوئی مقابلہ نہ کرسکتا تھا اسی طرح غیر مذاہب سے مناظرہ کرنے میں بھی ان کا کوئی ثانی نظر نہ آتا تھا موجودہ زمانے میں اس کی زندہ مثال مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولانا ابو القاسم صاحب بنارسی ہیں حضرت الشیخ کی زندہ یادگار مدرسہ میاں صاحب کے نام سے دہلی میں اب بھی موجود ہے جہاں پر قرآن و حدیث کی تعلیم برابر جاری ہے۔ مولانا جب حج کرنے جاتے ہیں وہاں پر فارسی عربی اردو مختلف زبانوں میں ایمان پرور تقریریں کرتے ہیں اور ایک دو روز نہیں بلکہ متواتر آپ کی تقریریں ہوتی ہیں جس کا اثر پبلک پر کافی ہوتا ہے لیکن آپ کے دشمن ہر جگہ موجود تھے اور ہر جگہ ان کی یہی کوشش رہی کہ کسی طرح مولانا کو قتل کر دیں مگر جب خدا نگہبان ہو تو یہ کیونکر ممکن تھا چنانچہ لوگوں نے مولانا کو اطلاع دی کہ آپ کے متعلق لوگ سازشیں کر رہے ہیں اور اس کا اثر ضرور کچھ نہ کچھ ہو کر رہیگا لیکن مولانا اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ کوئی پروا نہیں لوگ میرے قتل کے اگر درپے ہو رہے ہیں تو کوئی کھٹکا نہیں کیا کروں گا زندہ رہ کر اب بہت جی چکا ہوں اسی مقام پر جہاں میرے قتل کے متعلق سازش ہو رہی ہے امام نسائی بھی شہید کیے گئے ہیں اگر میں بھی شہید کر دیا جاؤں تو یہ میری عین سعادت اور فائز المرامی ہے چنانچہ دشمنوں نے مولانا کو شاہ مکہ کے دربار میں پیش کیا لیکن جب حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے تو بادشاہ بھی حیران ہو جاتا ہے اور اپنی غلطی کی معافی مانگتا ہوا آپ پر ہر طریقہ سے مہربان ہو جاتا ہے دشمن دریا کے راستے میں بھی ہر قسم کی چھیڑ چھاڑ کرتے رہے لیکن آپ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ کو مد نظر رکھتے ہیں بالکل خاموش رہتے ہیں دشمن آپ کو کچھ بھی تکلیف نہ پہنچا سکے اور اپنے مقصد میں برابر خاسر و نامراد ہوتے رہے اور کیوں نہ ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ ابھی مولانا کے وجود سے اپنی مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کا کام لینا چاہتا تھا آپ جب حج کر کے واپس آتے ہیں تو دہلی اسٹیشن پر لوگوں کا اسقدر ہجوم تھا کہ پلیٹ فارم پر تل رکھنے کی جگہ نہ تھی مسلم اور غیر مسلم ہر ایک شخص محو حیرت تھا کہ یا اللہ آج کس بزرگ کی آمد ہے جس کی وجہ سے خلقت کا اس قدر ہجوم ہے چنانچہ بہت سے لوگ آپ کو دیکھ بھی نہ سکے معانقہ اور مصافحہ تو کیا معنیٰ مولانا نے قرآن و حدیث کی تعلیم صرف انسانوں ہی میں نہیں پھیلائی بلکہ جنوں کی جماعت نے بھی آپ سے بہت کچھ فیض حاصل کیا چنانچہ جب آپ علالت طبع کی وجہ سے صاحب فراش تھے تو کبھی کبھی جنوں کا ہجوم ہو جاتا تھا اور آپ کو مجبور کرتے تھے کہ جس طرح تندرستی کے ایام میں آپ نے اپنے مواعظ سے ہم کو نوازا ہے اب بھی اپنے معارف آلہیہ کا ہم پر فیضان کریں مگر اب آپ مجبور ہو چکے تھے۔ آپ سوتے بہت کم تھے بس رات دن قرآن و حدیث کی خدمت میں مصروف رہتے تھے دن بھر درس جاری رہتا تھا اور رات کو فتاوی لکھا کرتے تھے اور نصف شب سے اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے جبکہ ساری دنیا میٹھی نیند کے مزے لیتی رہتی تھی آپ اپنے محبوب حقیقی سے سرگوشی کرتے ہوئے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تھی اور صبح کی نماز پڑھکر پھر درس کا سلسلہ جاری ہو جاتا تھا جب آپ کی عمر سو سے متجاوز ہو جاتی ہے تو آپ

©rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گھر سے ڈولی میں بیٹھ کر درس دینے کیلئے آیا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ سلسلہ اس وقت ختم ہوتا ہے جبکہ آپ عالم بقا کی طرف رحلت کر جاتے ہیں آپ کے تلامذہ کی تعداد کئی ہزار تک پہنچ جاتی ہے آج بھی آپ کے تلامذہ اکناف عالم میں کافی تعداد میں نظر آرہے ہیں مگر ابرشد تلامذہ کی اکثریت آپ کے پاس جنت الفردوس میں پہنچ چکی ہے اَلْحَقَنَا اللّٰہُ بِھِمْ
آپ کے معتقدین کی تعداد کڑوروں تک پہنچ چکی تھی اور اب تو نہ معلوم کتنے کروڑ ہو گئے ہیں اس کے بعد اسی سال کے قریب قرآن و حدیث کی روشنی تمام بلاد و امصار میں پہونچا کر ایکسو دس سال کی عمر میں دارالسلام کیطرف کوچ کر جاتے ہیں ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان کو جنت اعلیٰ میں جگہ دیوے میرا مقصود اس مضمون سے یہ ہے کہ ضرورت ہے اس بات کہ آج ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں کیونکہ جس قوم نے اپنے اسلاف کے عملی کارناموں کو ورطۂ نسیاں میں غرق کر دیا وہ یقیناً اقوام عالم میں ذلیل و رسوا ہوگی اور جو قوم اپنے اسلاف کے طریقہ کار کو اپنا لائحہ عمل بنائے رہیگی وہ ہمیشہ دن بدن بام عروج پر ترقی کرتی جائیگی اور اسے کوئی قوت کمزور نہیں پہنچا سکتی ہے اللہ رب العالمین تمام مسلمانوں کو اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دیوے۔ آمین ثم آمین۔

چائے کے مضر اثرات

(از مولوی منیر احمد صاحب رحمانی)

ہم نے اپنی مفلسی۔ ناداری اور بے مائگی کے باوجود اپنی زندگی کے مختلف شعبوں میں جن بے جا مصارف۔ فضول اخراجات۔ اور بے ضرورت تکلفات کو معیشت کا لازمہ۔ امارت کا خاصہ۔ ریاست کا ٹھاٹھ بنا رکھا ہے ان میں سے ایک "چائے نوشی" کی وبا بھی ہے۔ آج یہ وبا نہ صرف شہروں یا امیرانہ زندگی بسر کرنیوالوں ہی میں پائی جاتی ہے بلکہ ملک کے گوشے گوشے اور ہر طبقے کے بچے بچے میں اس کا رواج عام ہو رہا ہے۔ حالانکہ ہندوستان جیسے غریب ملک کیلئے جہاں فی انسان ۳۰ یا ۵۰ روپے سالانہ اوسط آمدنی ہو جہاں کی آبادی کا اکثر حصہ فاقوں میں بسر کر رہا ہو۔ جہاں کے لوگ عموماً صبح و شام کی روٹی کے بھی محتاج ہوں۔ اس قسم کے تکلفات ہرگز زیب نہیں دیتے۔ آپ اگر ہندوستان کے متعلق شیارکی، درآمد و برآمد کی رپورٹ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان کا دس بیس ہزار۔ یا لاکھ دو لاکھ نہیں۔ بلکہ کئی کروڑ روپیہ سالانہ صرف چائے کی نذر ہو جاتا ہے۔ انا للہ۔

لیکن خیر یہ تمام اقتصادی اور مالی نقصانات برداشت کر لئے جاتے اور ان سے اغماض ہو سکتا تھا اگر اس کا استعمال جسمانی۔ یا روحانی۔ دماغی یا قلبی تقویت و تائید۔ فرحت و انبساط کیلئے کچھ مفید ہوتا۔ مگر یہاں تو اس کا بھی خسارہ ہے۔ چنانچہ ہم ذیل میں "فاران" کے ایک مضمون کا خلاصہ نقل کرتے ہیں جس سے آپ کو بڑے بڑے ڈاکٹروں کے اقوال سے معلوم ہو جائے گا کہ چائے صحت جسمانی کیلئے کتنی مضر چیز ہے اور یہ کس طرح آہستہ آہستہ انسان کی تندرستی برباد ہو جاتی ہے

© rasailojaraid.com